۷۸۶

شکر للہ حالِ من ہر لحظہ نیکو تر شد است
شیخ شیخاں شیخ حمزہؒ تا مرا رہبر شد است

سلسلۂ اشاعت نمبر ۴

محبوب العالم
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شایع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت

مرکزی جمعیتِ تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر
سرینگر

ملنے کا پتہ

۱. سید محمد قاسم کاملی (گوجوارہ) مرکزی ناظم نشر و اشاعت
۲. نورانی بک شاپ سکہ ڈافر، سرینگر
۳. الحاج پیرزادہ حفیظ اللہ صاحب بدری، وانٹ پورہ
۴. الحاج پیرزادہ محمد شفیع صاحب قادری (بٹہ وارہ) اکاؤنٹنٹ جمعیت

دوسرا ایڈیشن

ہدیہ: ایک روپیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵

گذارش

آپ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہونگے کہ جمعیت تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر ۲۲ ر اگست ۱۹۷۶ء کو معرض وجود میں آئی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں جمعیت نے جہاں تبلیغی اور تنظیمی طور پیش قدمی کی وہاں تحریری میدان میں حتی المقدور عوامی خدمات انجام دیتا رہی۔ آج تک رمضان المبارک کے سحری افطار پوسٹر کے علاوہ "دین کی آواز" کے نام سے ایک رسالہ دینی ضروریات کے مسائل پر مشتمل بھی منظر عام پہ لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ "محبوب العالم" اور رسالہ "رحمۃ للعالمین" بھی ہدیۂ ناظرین کئے گئے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ عوام نے اس پیشکش کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھ کر جمعیت کی حوصلہ افزائی کی۔ زیر نظر رسالہ "محبوب العالمؒ" اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن گذشتہ سال عرس پاک کے موقعہ پر شایع کیا گیا تھا اور آج ہم عوام کے اصرار اور پسندیدگی کے پیش نظر رسالۂ ہذا کو دوبارہ شایع کر رہے ہیں۔ اس میں حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ قدس سرہٗ کے مختصر حالات ہدیۂ قارئین کئے گئے ہیں۔ جناب محبوب العالمؒ ایشیا کے کبار اولیائے کرام میں ایک اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کی دینی، تبلیغی، اخلاقی، سیاسی، روحانی، ملّی اور قومی یکجہتی کی خدمات اتنے زیادہ ہیں کہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھنے پر بھی سارے واقعات قلمبند نہ ہونگے۔ آج تک اس پر جتنا لکھا گیا ہے، بہت کم ہے۔ جمعیت تبلیغ الاسلام کے اس کتابچہ میں حضرت ممدوح کی مقدس زندگی کے جو خاص خاص حالات و واقعات پیش کئے گئے ہیں، وہ مُستند اور تاریخی ہیں۔

ان شاءاللہ مستقبل قریب ہی میں ایک ضخیم، مُستند اور تاریخی واقعات پر مشتمل تاریخ اولیائے کشمیر کی پہلی جلد صحیفۂ سلطان العارفینؒ مؤلفہ مولینا سید

غلام احمد کاملی صاحب جنرل سکریٹری جمعیت تبلیغ الاسلام عاشقانِ محبوبیہؒ اور عقیدت مندان اولیائے کرامؒ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ اس کے علاوہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تقریب پہ رسالہ "رحمۃ للعالمین" صلی اللہ علیہ وسلم اور عرس حضرت غوثِ پاکؓ کے موقعہ پہ "غوث الاعظمؓ اپنے قصائد کی روشنی میں" کتاب شائع کی جائے گی ان شاءاللہ۔ واللہ الموفق والمستعان۔

خاک پائے درگاہِ محبوبیہؒ :- **سید محمد قاسم کاملی**

ناظم نشر و اشاعت جمعیت تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

جنوری ۱۹۷۸ء

جمعیت کا لٹریچر

اور رسالہ لھذا ان حضرات سے طلب فرمائیں :-

۱۔ خواجہ عبد الغنی صاحب زرگر، ملک صاحب جامع مسجد۔
۲۔ سید غلام نبی صاحب قادری۔ گوجوارہ۔
۳۔ حکیم غلام حسن صاحب چشتی گوجوارہ۔
۴۔ حافظ غلام حسن شاہ صاحب۔ جواہر نگر سرینگر۔
۵۔ الحاج پیرزادہ غلام نبی قریشی صاحب بٹہ مالنہ۔
۶۔ مولانا مفتی محمد سعید صاحب۔ بیچھوارہ، نائب صدر جمعیت۔
۷۔ سید حفیظ اللہ کاملی صاحب۔ (۸) پیر محمد امین مخدومی صاحب امام درگاہ سلطانیہ رحہ
۹۔ پیر عبد المجید مخدومی ختم خوان درگاہِ سلطانیہ (۱۰) مولوی باغ علی صاحب سفیر جمعیت تبلیغ الاسلام
۱۱۔ مولانا غلام حیدر صاحب نائب صدر جمعیت و میرواعظ ترال
۱۲۔ مولوی علی محمد صاحب خطیب خواجہ بازہ پل سرینگر۔
۱۳۔ سید محمد یوسف صاحب کاملی۔ خطیب شیخ محلہ۔
۱۴۔ خواجہ فاروق نواز صاحب گڈھ بازار زینہ کدل سرینگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِفتتاحیہ

از الحاج مولانا عبدالاحد صاحب جامعی (صدر جمعیت)

حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی یا سوانح حیاتِ مقدسہ پر قلم اُٹھانا بہت بڑی جسارت ہے۔ کئی مورخوں، علماءِ عاملین و اولیاء کاملین نے اپنی اپنی وسعتِ معلومات کے مطابق تصنیفات و تالیفات کئے ہیں۔ ولادت، لڑکپن، ایامِ جوانی اور ایامِ شیخیت کے کچھ حالات بالتفصیل زیرِ تحریر آئے ہیں۔ مستقبل میں اس موضوع پر ایک جامع کتاب جمعیت کے زیرِ اہتمام اِن شاء اللہ شائع ہونے والی ہے۔ اس وقت بھی بتقریب ماہ مبارک صفر المظفر ۱۳۹۸ھ تیمناً و تبرکاً یہ معلوماتی رسالہ مشتمل بر چند اقتباسات سوانح عمری حضرت سلطان العارفین و حالاتِ ولایت و راہِ سلوک معرضِ تحریر میں لانے کی ایک کوشش ہے تاکہ محبانِ محبوبانِ خدا اور عام مسلمانان بھی اس سے بقدرِ ہمت استفادہ کر کے اپنے عقیدہ کو اپنے دلوں میں راسخ اور مستحکم بنائیں گے۔ ھٰذا ھو المراد۔

محبتِ اولیاء قرآن و حدیث کی روشنی میں:

جوامع الکلم ایک عالم محقق اور فاضل مدقق کی تصنیف ہے جس میں ہر ایک ضرورت اور اسلامی معلومات پر مواعظ و مقالات قلم بند کئے گئے ہیں جن کا انتخاب انہوں نے فاضلانہ انداز میں قرآن حکیم اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اولیاء و علماء کے حقائق شناس فضائل کے بیان میں یہ چند اقتباس فرمائے ہیں:- (۱) طالع سِیَرَ الصالحین تحصل منها بغیتک و مرادک وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک

(ترجمہ) نیکوکاروں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو اس سے تم کو اپنے مقاصد و مطالب حاصل ہو جائینگے۔ اللہ تعالیٰ نصِ قرآن میں فرماتا ہے یا رسول اللہ صلعم! ہم آپ کو پیغمبروں کی خبریں اور حالات اس لئے سُناتے ہیں تاکہ آپ کا دل مستحکم اور مضبوط ہو جائے۔

(۲) توسلوا الی اللہ تعالیٰ بالمشائخ فانہم من خواص الحضرۃ ونوابہا لا تاتوا البیوت من ظہورہا وأتوا البیوت من ابوابہا (ترجمہ) "بزرگوں کی ذات اور عمل سے توسّل کرو کیونکہ وہی بزرگ بارگاہِ خداوندی کے دربان، واقف کار اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ کیونکہ دستور ہے اگر گھر میں داخل ہونا ہو تو دروازے سے آنا چاہیئے نہ کہ کھڑکیوں سے۔" یہ نصّ قرآن کی ہدایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور معرفتِ الٰہی کی ہر ایک فضیلت حاصل کرنے کے لئے مرشد کامل ہی واسطہ اور ذریعہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآنی ارشاد ہے۔ اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انکی طرف آگے بڑھنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔

حضرت محدث دہلوی شیخ عبدالحق رح ایک خطبہ میں فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ و مفہوم یہ ہے:-

"بے شمار حمد اُس ذاتِ کبریا کی طرف ادا کرنا سزاوار ہے جس نے اپنے دوستوں کو بے انتہا اسرار و حالات سے آگاہ فرمایا جن کا احاطہ کرنا علم و عقل سے متصوّر نہیں اور دوستانِ خدا کیساتھ محبت کرنے والوں اور معتقدین کو اللہ تعالیٰ ایسے اسلامی اور روحانی مدارج پر پہنچاتا ہے جہاں عام لوگوں کی رسائی غیر ممکن ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کا صحیح ڈھنگ انہی لوگوں کو حاصل ہوا۔ فمن کان متابعتہٗ اکثر ففضلہٗ اوفر۔ (جس کی متابعت جس قدر زیادہ ہو اسی قدر اسکی فضیلت وافر ہے) تاکہ یہ اصول قائم رہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم ط

حضرت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: اگر دو مسلمان بندے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم دیگر محبت کرینگے۔ ایک مشرق کا اور دوسرا مغرب کا باشندہ ہو، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ دونوں کو ایک دوسرے کی رفاقت میں ملائے گا اور فرمائے گا یہ باہمی نزدیکی میں تم دونوں کو اس وجہ سے عطا کرتا ہوں کہ تم کو دنیا یا کاروبارِ دنیا کی خاطر باہمی دوستی نہیں تھی بلکہ محض میری خاطر تمہاری باہمی محبّت تھی۔ اس میں اخلاص نیت تھا۔ آج تم کو اس کا اچھا ثمرہ ملتا ہے۔

دراصل اسلامی اعمال و اخلاق کا دارومدار محبّت پر ہے۔ اللہ اور رسول ص کا زیادہ فرمانبردار وہی بندہ ہوتا ہے جو محبّ خدا و رسول ص ہو، جس کا دل عشق و محبّت سے سرشار ہو۔ یہ لوگ باہمی اُلفت و محبّت کرنے سے روحانی برتری بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ امام مالک رح اپنی کتاب موطا میں حضرت معاذ بن جبل رض سے ایک حدیث شریف کی روایت کرتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رض

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلعم سے سُنی۔ آپ نے فرمایا قال اللہ تعالیٰ وَجَبَتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ۔ "میری محبت ان کے لئے واجب بنتی ہے جو میرے ہی لئے آپس میں محبت کرتے ہیں ایک دوسرے کے پاس اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں"۔ اسی طرح صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ رضؓ ایک اور حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ ایک بندۂ خدا اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لئے کسی گاؤں میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی راہ گذر میں ایک فرشتہ مامور کیا جو اس سے پوچھنے لگا کہ آپ کو کہاں جانا ہے؟ اُس نے جواب دیا: "اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے"۔ فرشتہ نے کہا: "تمہیں اس کے ساتھ کوئی لین دین ہے یا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "نہیں مجھے اس کے ساتھ کچھ بھی واسطہ نہیں ہے بجز اس کے کہ میں اس کو محض اللہ کی خاطر دوست رکھتا ہوں"۔ فرشتہ نے کہا: "میں اللہ کی طرف سے تجھ کو یہ بشارت لیکر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بناتا ہے جس طرح تو نے اس کو محبوب بنایا ہے اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت انس بن مالک رضؓ مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کرنے آیا کہ "قیامت کب ہوگی؟" رسول اللہ صلعم نے فرمایا "تو قیامت کی تلاش میں ہے" تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اُس نے عرض کی میرے کچھ اعمال صالحہ نہیں ہیں۔ صرف یہ کہ میں اللہ اور اسکے رسولؐ کو محبوب رکھتا ہوں یعنی میرے دل میں محبتِ خدا و رسول ہے۔ آپ نے فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (تو ان کے ہی قرب وجوار میں ہوگا جن کی محبت تم اظہار کرتے ہو) راوی فرماتے ہیں اس بشارت سے میں نے مسلمانوں کو اتنا شادمان پایا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا شادمان نہیں دیکھا تھا۔ اسی نوع کی ایک اور حدیث بروایت عبد اللہ بن مسعود رضؓ وارد ہوئی ہے ؎

ابن مسعودؓ از پیمبر نقل کرد ✽ مرء را مع من احبّ اے نیک مرد

ولہٰذا وجب ان یحبّ رجلاً مومنا تقیاً۔ (اسی بنیاد پر چاہیئے کہ مرد مومن نیکوکار اور پرہیزگاروں کے ساتھ محبت کرے۔) محبتِ اولیاء اللہ، محبتِ علماءِ عاملین، محبتِ صالحین بجائے خود اکسیر ہے۔ محبوب کی جتنی اونچی شان ہو اُسی قدر فوائد بھی ملتے ہیں۔ جیسا درخت ہو

ویساہی اُس پر برگ و بار بھی لگتا ہے۔

از محبت نار نورے می شود ؛ وز محبت دیو حورے می شود

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے اور مولیٰ کے ساتھ شیفتہ و شیدا بننے سے کئی نیک بندے محبوبِ خدا بن گئے اور بعد میں انہوں نے دنیا میں محبوب الخلائق کا رتبہ عالیہ پایا۔ چنانچہ حدیث صحیح سے اس کا راز کھلتا ہے:۔

روی مسلم عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ تعالیٰ اذا احبّ عبدًا دعا جبرئیل فقال انی اُحِبُّ فلانًا فاحبہٗ قال فیحبّہٗ جبرئیل ثمّ ینادی فی السّماء فیقول انّ اللہ تعالیٰ یحبُّ فلانًا فاحبّوہ فیحبّہٗ اھل السماء ثمّ یوضع لہٗ القبول فی الارض۔ الحدیث۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی مقبول بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے جبریل امینؑ کو بلاکر فرماتا ہے "میں نے فلاں بندہ کو اپنا محبوب بنایا، تم بھی اسکی محبت رکھو۔ جبریل اس کو محبوب بناکر آسمانوں کے فرشتوں میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا اور میں نے بھی اسکو اپنا محبوب بنایا۔ لہٰذا تم بھی اسکی محبت رکھو

پھر اسکی محبوبیت کا چرچا تمام روئے زمین میں پھیلتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نتیجے میں یہ سب لوگ اس کے ساتھ محبت کرنا ثواب جانتے ہیں۔

اسی تاثیر نے حضرت شیخ حمزہؒ کو محبوب العالم بننے کا مرتبہ دیا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حدیث شریف کی روشنی میں کشمیر میں یہ ایک ولی خدا ہے جو اس نام سے تحریراً و تقریراً زبان زد عوام ہوا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہؒ کی شرعی اور روحانی کیفیت نہایت بلند و بالا اور مسلّم الثبوت ہے۔ وقت کے نامور علماء مرشدِ کامل حضرت سلطان العارفینؒ سے جو کچھ بچشم عیان دیکھتے تھے یا سُنتے تھے اسی موقعہ پر قلم بند کرتے تھے۔ لہٰذا آپ کے حالاتِ زندگی واقعاتِ صحیحہ اور حقائقِ مُسلّمہ پر مبنی ہیں۔ کسی کو ان میں حرف گیری اور چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر بھی اگر کوئی قاسی القلب دشمن فی سبیل اللہ بنا بر بغض و عداوت آپ کے کسی روحانی واقعہ یا آپ کی کسی

کرامت یا فیض و فتوحات کو جھٹلانے کی کوشش کرتا دکھائی دیا۔ تو حضرت علامہ بابا داؤد خاکی علیہ الرحمۃ نے جو وقت کے اعلم العلماء اور خلیفۂ خاص تھے اس کا فیصلہ کیا خوب کیا ہے ؎

منکر ار باور ندارد این کرامت دور نیست ✽ کے ابوجہل سیاہ دل معجزہ باور شدہ است

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: "ہم فقراء دین و دنیا کے جملہ معاملات ہر حالت و ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اسی لئے ہر صبح و شام ان کلمات کا ورد کرتے ہیں حَسْبُنَا اللّٰہُ لِدِیْنِنَا حَسْبُنَا اللّٰہُ لِدُنْیَانَا ۔ الخ ۔ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔ پس فقراء و اولیاء کا وکیل خدای بالادست ہوتا ہے۔ وہی دشمنان اولیاء سے انتقام لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح رح خود فرماتے ہیں کہ "شیر علی خان ہمارا ایک معاند ہمارے ساتھ عداوت داری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے خلاف قاتلانہ سازشیں کرنے لگا تھا جب ہم کو اس بداندیشی کی خبر ملی از روی بشریت ہمارے دل میں تردد اور وسوسہ پیدا ہوا تو اسی رات حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری رح خواب میں جلوہ گر ہوئے اور یہ دو بیت پڑھ کر مجھے تسکین دی:۔ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ✽ ہر آنکو تف زند ریشش بسوزد

ہر آنکہ با مہتر ستیزد ✽ چناں افتد کہ ہرگز برنخیزد

یہ دو بیت حضرت مرشد اعظم کے پڑھنے ہی سے مجھے حفظ ہو گئے۔ ساتھ ہی خان مذکور کو حاکم وقت نے کسی جرم کے الزام میں گرفتار کر کے زنداں میں ڈالا۔ اور کچھ وقت کے بعد مرزا حیدر نے اسکو ہلاک کیا اور اس کا گھر بار بھی برباد کیا۔ بزرگان دین و اولیائے عارفین کے حسد رکھنے اور معمولی گستاخی کرنے میں بے پناہ دنیاوی اور دینی مشکلات میں مبتلا ہونا امر یقینی ہے۔ اس کے ثبوت میں بے شمار ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے دشمنان اولیاء کا تباہ و برباد ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام رح کی محبت باعث نجات اور عین ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیت تبلیغ الاسلام نے قرآن و سنت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دوستان خدا کی تعلیم و اشاعت اور انکی سیرت عامۃ المسلمین کے سامنے رکھنا لازمی سمجھا ہے۔ خاص کر سرزمین کشمیر میں اسلام کی اشاعت اولیاء کرام رح نے ہی کی ہے اور یہاں کے مسلمان اولیائے کرام کے دکھائے ہوئے راستے اور ان کے مشن پر چلنے سے ہی قلب و روح کو تسکین اور دین و دنیا کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

بانیٔ اسلام، معمارِ اُمم حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ اور آپ کے خاص خاص خلفاء کے بعد سرزمین کشمیر کے اولیاءِ کرام میں سے آفتابِ معرفت و ولایت حضرت سُلطان العارفین شیخ حمزہ قدس سرہُ العزیز نے اشاعتِ اسلام، قرآن و سنّت کی ترویج اور مبتدعین کے خلاف جو زبردست جہاد کیا ہے اُس کی نظیر کہیں نہیں ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے ہر گوشہ میں اس عظیم پیرِ کامل کے تئیں لوگ بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور ہم بھی آپکے عرس سراپا قدس کے موقعہ پر اپنی عقیدت کا اظہار زیرِ نظر رسالہ سے کرتے ہیں تاکہ ایک طرف عامۃ المسلمین اور عقیدتمندانِ محبوبُ العالمؒ اس سے کچھ استفادہ کرسکیں گے اور دوسری طرف (جس کا ہمیں پورا یقین ہے) یہ رسالہ بارگاہِ سُلطانیہؒ میں شرفِ قبولیت پاکر ہمارے لئے باعثِ نجات بن جائیگا۔ یہ رسالہ جمعیّت کے ہونہار رفیق سیّد محمد قاسم صاحب کاملی ناظمِ نشر و اشاعت نے تالیف کیا ہے۔ فجزاہُ اللہ خیر الجزاء :-

خاک پائے اولیاء :-

(مولینا) **عبدُالاحد جامعی**

(صدر جمعیت تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر)

بائی طلب براہِ نہ ترک بکن چراو چون
ساز رفیقِ راہِ خویش صورتِ پاک رہنمون
ذکرِ چہار ضرب را گوی گرفتہ در دروں
وسوسہ نفس اگر کند دفع کنش بایں فسوں
حضرتِ شیخ حمزہ ہست پیرِ من فقیر را
حضرت قطب عالم ہست سلسلہ را چو پیشوا
معتقدم مشائخ سلسلۂ شریفہ را
حُبِ رسولؐ و صحب و آل در دلِ من گرفتہ جا
مذہب بوحنیفہ ہست مذہب بندہ خاکیا
حضرت شیخ حمزہ ہست پیرِ من فقیر را

(علامہ خاکیؔ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مقدسہ

از: سیّد محمد قاسم کاملی

کشمیر کی پُرفضا اور خوبصورت وادی جہاں اپنی سرسبزی، مرغزاروں کی تازگی، دریاؤں اور چشموں کی روانی، گل و یاسمن کی بہاروں، روح افزا باغات، دلکش قدرتی نظاروں اور روح پرور نسیمِ گلشن سے جنت نظیر بنی ہوئی ہے، وہاں یہ تصوّف و روحانیت اور خاندانِ سادات کے فیوض کا مرکز بھی رہی ہے۔ شاید اسی دلربائی اور خوب صورتی کا نتیجہ ہے کہ یہ بڑے بڑے مشہور و معروف مشائخ، اولیاءِ کرام، بزرگوں، بادشاہوں، شاعروں، عالموں اور ادیبوں کا مسکن رہی ہے اور یہ سرزمین بڑے بڑے اولیاءِ کاملین کی آرام گاہ بنی ہوئی ہے۔

انہی مشائخ کرام سے حضرت سلطان العارفین مخدوم شیخ حمزہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں سے کچھ سپردِ تحریر ہے:۔

ولادت اور ابتدائی زندگی

آج سے تقریباً پانچ سو برس پہلے ۹۰۰ھ میں سلطان محمد شاہ کے زمانے میں موضع تیجر (سوپور) میں ملک بابا عثمان رینہ کے گھر میں حضرت مخدوم رحؒ کی ولادت ہوئی۔ والد ماجد نے "شیخ حمزہ" نام رکھا۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے:۔ (۱) شیخ حمزہؒ (۲) بن بابا عثمان رینہ (۳) ابن احمد رینہ (۴) ابن جہانگیر رینہ (۵) ابن دولت رینہ (۶) ابن ابدال رینہ (۷) ابن احمد رینہ (۸) ابن داون رینہ (۹) ابن رام چندر (۱۰) ابن سنگرام چندر (۱۱) ابن بلاد چندر (۱۲) ابن مل چندر (۱۳) ابن سوسرم چندر

آپ کا سلسلۂ نسب چندر بنسی راجپوتوں کے ساتھ ملتا ہے جن کا مرکزِ حکومت اودھ الٰہ آباد میں تھا۔ یہ ایک ایسا سلسلۂ نسب ہے جو ملکِ کشمیر میں عزّ و وقار ظاہری اور صلاحیتِ باطنی کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ راوان رینہ جو رینچن شاہ کے زمانۂ حکومت میں کشمیر کا مدارُ المہام تھا شیخ

حمزہؒ سے کوئی سات پُشت پہلے حضرت سیّد عبد الرحمان المعروف بلبل شاہ صاحبؒ کے وقت میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس خاندان کے افراد اسلام سے قبل وزیرِ سلطنت رہے ہیں۔

بچپن ہی سے شیخ حمزہؒ کا دل نیک کاموں کی طرف مائل تھا، نیک اطوار اور خوش کردار تھے ایک دفعہ بچوں کے ساتھ کھیلنے گئے تھے تو والد صاحب کی تادیب و تنبیہہ کو دیکھ کر آپؒ نے محسوس کیا کہ میرا کام لہو و لعب اور کھیل کود کے بغیر کچھ اور ہے تو اس روز سے ایسے کاموں سے نفرت ہو گئی۔ خدا شناسی اور معرفت و آگاہی کا بے حد شوق تھا آپ مادر زاد ولی تھے۔ اسی سلسلے میں آپ کے متعلق بہت سی روایات ہیں۔ امام اعظم ثانی حضرت علامہ بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ کے خلیفۂ خاص اور کشمیر کے بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں فرماتے ہیں ؎

روزِ پنجم پس از ولادتِ او ٭ دید شخصے ز ذوالقرابتِ او

شاہِ لولاکؐ را بہ نور و ضیا ٭ دید در مسجدے کہ بود آنجا

ہمہ اصحاب و ہم عنان با او ٭ اولیاء جُملہ ہم قران با او داشتی

یعنی حضرت محبوب العالمؒ کو تولّد ہوئے ابھی پانچ ہی دن گزرے تھے کہ ایک روشن ضمیر مردِ خدا نے عالمِ رویا میں دیکھا کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کبار اور بزرگانِ دین کی ایک بڑی محفل آراستہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ایک نوزائیدہ بچّے کو بہت پیار اور محبت سے کھلا رہے ہیں۔ یہ محبوبانہ سلوک دیکھ کر عرض کیا گیا کہ یہ کس کا بچّہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بظاہر یہ بابا عثمان کا لڑکا ہے لیکن باطنی لحاظ سے یہ ہمارا فرزند ہے۔ اسی بناء پر حضرت شیخ حمزہؒ کو فرزندِ معنوی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کہا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں تجّر میں حاصل کی اور قرآنِ مجید کے ابتدائی پارے پڑھے۔ پھر فقہ و ادب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرینگر تشریف لائے۔ یہ زمانہ کبروی خاندان کے ایک مشہور بزرگ شاہ فتح اللہ حقانی کا تھا۔ انہوں نے "دارالشفا" کے نام سے ایک یونیورسٹی کوہِ ماران واقع سرینگر کے شمال و مشرقی حدود میں قائم کی تھی جہاں قرآن، حدیث، فقہ، ادب، تجوید کے علاوہ روحانیت کا درس بھی دیا جاتا تھا۔ اسمیں حضرت حقانیؒ کے علاوہ

بابا فتح اللہ خوشخوان، اخوند ملا درویش اور اخوند ملا لطف اللہ جیسے علمائے کرام اور صوفیائے عظام درس و تدریس ظاہری و باطنی دے رہے تھے۔ جب حضرت شاہ صاحب کی نظر آپ پر پڑی تو وہ پکار اُٹھے "یہ نوجوان زمانہ بھر میں مشہور ہو گا۔" چنانچہ آپ نے علوم ظاہری و باطنی میں تھوڑے ہی عرصہ میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور ذاتی قابلیت اور خداداد صلاحیتوں کے ایسے بے مثل نمونے پیش کئے جنہیں دیکھ کر اُستاد بھی دنگ رہ گئے۔ انہیں شبہ ہوا کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی اتالیق مقرر ہے۔ مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شبہ بے بنیاد ہے بلکہ یہ علمِ لدنی کے فیضان سے بہرہ اندوز ہیں۔ غرض آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تمام منزلیں نہایت محنت و کوشش سے طے کیں۔

مدرسہ دار الشفاء سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے خانقاہ شمسی چک میں داخلہ لیا۔ یہ خانقاہ جامع مسجد سرینگر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر جلدگر محلہ کے قریب ایک عالیشان عمارت میں قائم کی گئی تھی۔ اس خانقاہ کو چک۔ خاندان کے ایک زندہ دل شخص سُنی المسلک ملک شمس الدین چک نے بابا اسماعیل زاہد کے ساتھ ارادتمندی کے پیشِ نظر تعمیر کیا تھا۔ خانقاہ کے ارد گرد طالب علموں اور طالبانِ راہِ ہدایت کے لئے بہترین کمرے بنوائے گئے تھے۔ اس مدرسہ میں بھی حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ اذکار و اوراد اور باطنی منازل طے کرنے لگے۔ دورانِ تعلیم ہی آپ نے کشف اور روحانی کمالات حاصل کرنا شروع کئے۔

روحانی تربیت

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی تربیت کا بھی ذوق و شوق تھا۔ اس غرض کے لئے آپ بزرگانِ دین کی محافل و مجالس میں جایا کرتے تھے اور زیارتِ قبور سے بہت زیادہ روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ آپ متواتر ۱۲ سال شبانہ حضرت سید حسن بلادری رح (محلہ سید صاحب راجوری کدل) کی زیارت گاہ پر جا کر روحانی فوائد حاصل کرتے تھے۔ آپکی اس کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ عالمِ شباب میں ہی دنیاوی آرام و آسائش کو لات مار کر فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہونے لگے۔ عشقِ الٰہی میں اور زیادہ مست رہنے کے لئے کسی مرشدِ کامل کی تلاش

جاری تھی۔ خواب میں حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ حضرت مخدوم سید جمال الدین بخاری رح آپ کی تعلیم و تربیت مکمل کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ادھر ان کو یہ بشارت دی گئی اُدھر حضرت مخدوم بخاری رح (جو زیارت بیت اللہ شریف کے بعد مدینۂ منورہ میں قیام پذیر تھے) کو خواب میں ارشاد ہوا کہ کشمیر جاکر شیخ حمزہ رح کی تربیت کی تکمیل کریں۔ چنانچہ اسی باطنی ارشاد کے زیر اثر ۹۳۲ھ میں واردِ کشمیر ہوکر ملک احمد اتیو (دیدہ مر ملک صاحب) کی خانقاہ میں آپ کی حضرت بخاری رح سے پہلی ملاقات ہوئی اور وہیں آپکے دستِ حق پرست پہ بیعت ہوئی۔ آپ نے روحانیت کے تمام مدارج تھوڑے ہی دنوں میں طے کر لیئے اور حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ خلافت عطا کرتے ہوئے آپ کو خلیفۂ خاص مقرر کرلیا اور تاکیداً ہدایت فرمائی کہ "اگر طالب صادق پیش تو آید اورا دستگیری کن وایں ودیعت را باو برسان۔" اگرچہ حضرت بخاری رح نے آپ کو مختلف سلاسل کی اجازت دی تھی۔ لیکن آپ نے صرف سلسلۂ سہروردیہ کی تعلیمات وہدایات پر چلنا پسند کیا۔ حضرت سید بخاری رح کشمیر میں صرف چھ ماہ قیام فرماکر واپس دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت محبوب العالم رح کی عمر شریف صرف ۳۲ برس کی تھی۔

ریاضت اور عبادت

آپ صلاحیت و راست بازی اور پاک نفسی میں بے مثل تھے۔ خدا پرستی اور سلوک راہِ حقیقت میں محنتِ شاقہ فرماتے تھے۔ رات دن عبادات اور انواع ریاضت، طرح طرح کے وظائف طاعات، ذکرِ الٰہی میں محو ومستغرق رہتے تھے۔ یخ بستہ زمستان میں نماز تہجّد کے لئے سرد پانی سے غسل کرنا اور آہ و نالہ، گریہ و فغان عشقِ خدا میں جو مضطربانہ انداز آپ کو حاصل تھا اُس زمانے میں ایسی حقیقت دوسرے کسی بزرگ سے منقول نہیں سلسلۂ کبرویہ سے خاص اُنس تھا اور اُسی سے فیض یاب تھے۔ اورادِ فتحیہ روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ ذکرِ خفی اور ذکرِ جہر دونوں طریقوں سے یادِ خدا کے عادی تھے۔ سراپا اعمالِ صالحہ کے مجسّمہ تھے۔ آپکے اعمال، کردار، کرامات اور خرقِ عادات کی سچّی تاریخ آپکے مصاحب خاص وخلیفہ با اخلاص حضرت علاّمہ خاکی رح (جو سفر وحضر میں آپکے ساتھ رہتے تھے) کے

قلم سے لکھی ہوئی ہے۔ وثوق سے کہا جاتا ہے کہ اولیاءِ کرامؒ میں سے یہ امتیازی خصوصیت اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو نصیب فرمائی تھی ؎

والذین جاہدوا خواندہ چو سعی و جہد کرد
حق نمودش راہ لیس ہادی و بحر و برشد است

استقامت چوں نمود اندر عمل در ما علم
علم مالم یعلمش حق داد و دین پرور شد است

او شریعت را است ناصر در طریقت مجتہد
بہرِ اسرارِ حقیقت صدر را و مصدر شد است

تبلیغی خدمات

حضرت شیخ حمزہؒ اپنے پیرانِ طریقت کے اس فرمان پر تا عمر قائم رہے اور آپ نے اپنے روحانی فیوض و برکات سے ایک دنیا کو سیراب کیا اور ہزاروں بندگانِ خدا کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ جس وقت یہ آفتابِ ہدایت کشمیر میں چمکا۔ کشمیر جنت نظیر دوزخ کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ شیعہ وسنی تعصّب نے انسانی زندگی تلخ بنا دی تھی۔ آپ نے دونوں فرقوں کے درمیان حیرت انگیز طریقہ پر صلح کرادی۔ ہر شخص امن وسکون اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے لگا۔ آپ کشمیر کے حدود و نواحی میں بسلسلۂ دعوت و تبلیغ تشریف لے جاتے تھے اور تبلیغِ دین کے ساتھ ساتھ تعمیر مساجد بھی کراتے تھے۔ چنانچہ نادی ہل، اہام (بانڈی پورہ) تجر۔ گنڈہ پورہ، کرمشورہ الوسہ، گرورہ، وُنہ گام اور اوین وغیرہ مقامات میں آپ ہی نے مسجدیں تعمیر کرائیں۔ ؎

پیش ازیں در ہر طرف صد منظرِ بُت خانہ بود
ایں دم از یُمنِ قدومت مسجد و منبر شد است

مراج اور کامراج کے پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں تشریف لیجاکر غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں اور مسلمانوں کو دینِ متین کی صحیح شاہراہ پر گامزن فرماتے تھے۔ خاصکر جبکہ اشاعتِ بدعت کا طوفان ملکِ کشمیر کے مختلف اطراف اور سرینگر میں بپا ہوا تھا اور شہر کے اہلِ اسلام بھی سخت پریشان تھے اُس وقت آپ نے اپنی پوری مجاہدانہ قوّت سے ان مہلک بدعات کا اثر کالعدم کرنے کے لئے تکالیفِ شاقّہ برداشت کئے اور جہاں کہیں مسلمانوں کے بارے میں ایسی بات سنائی دیتی، آپ تبلیغی مشن اور اپنے خُلفاء کو ساتھ لیکر وہاں تشریف لے جاتے اور بدعات کا قلع قمع کردیتے اور اہلِ بدعت کو بھگا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ

اُن میں مقاومت و مدافعت کی کوئی ہمت و جُرأت باقی نہیں رہتی اور جگہ جگہ تائب ہوئے اور غلط رہنما مفرور و مقہور ہوتے۔

شہرتِ دوام

آپ کی شہرت کا ڈھنکا چار دانگ عالم میں بج گیا اور اپنے وقت کے بہترین اُمراء، فوجی افسران اور شاہانِ وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ کشمیر کے آزاد بادشاہ علی شاہ چک آپ کا از حد عقیدتمند تھا۔ اُس نے آپ کے عزائم میں کبھی مزاحمت نہ کی۔ ہندوستان کے فرمانروا شہنشاہ اکبر کو آپکی ملاقات کا بے حد شوق تھا۔ کشمیر فتح ہونے پر اکبر بادشاہ نے آپ کو خاص طور پر تلاش کیا مگر آپ اُس وقت انتقال کر چکے تھے۔ شہنشاہ اکبر نے آپ کے مزارِ اقدس پر ننگے پاؤں حاضر ہو کر والہانہ عقیدت کا اظہار کیا۔

وِصال

حضرت مخدوم شیخ حمزہ رح نے اپنی عمر شریف کا بیشتر حصہ محلہ مخدوم منڈو سرینگر میں گذارا اور ایک نشست گاہ میں بیٹھ کر ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور بیشمار تشنگانِ معرفت کو سیراب کیا کرتے تھے ۸۴ برس کی عمر شریف میں ۲۴ ماہ صفر المظفر ۹۸۴ھ کو بمقام مخدوم منڈو سات دن کی علالت کے بعد آپ کی روحِ اقدس عالمِ ملکوت کی طرف پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ خواجہ محمد طاہر عشائی نے غسل دیا اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنازے کے ساتھ عوام و خواص، اولیاء، علماء، صلحاء، سادات اور بزرگانِ دین ہزاروں کی تعداد میں عید گاہ تک گئے۔ علی شاہ چک بھی ساتھ تھا۔ آخر کوہِ ماران کے جنوبی گوشہ میں جہاں آپ خلوت گزین ہو کر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے، آپ کا جسدِ اقدس سُپردِ خاک کیا گیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ۔

آپ کے احوال و مقامات بلند ترین ہیں اور آنجناب کی کرامات ریاست کے کونے کونے میں آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن اور مشہور ہیں جن کے تفصیلی بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ تاہم تبرکاً و تیمناً چند ایک کرامات پیش کی جاتی ہیں:-

کرامات

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے شرعی اور دینی و روحانی حالات و واقعات نہایت اونچے تھے۔ آپ آسمانِ عرفان و ولایت کے نمایاں اور درخشندہ تارے تھے۔ آپ کے مریدین و مخلصین متفق الرای ہیں کہ حضرت موصوف کشمیر کے اولیاءِ عظام میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ طےِ زمین و زمان کا مقام آپ کو حاصل تھا۔ جہاں کہیں جمعہ کے دن تشریف فرما ہوتے نمازِ جمعہ جامع مسجد میں ہی ادا فرماتے۔ ایامِ حج میں آپ کو مقاماتِ حج میں دیکھا گیا۔ آپ کے معاندین و مخالفین آپ کے مقابلہ میں بُری طرح شکست کھا کر ذلیل ہو گئے ہیں۔ جس طرح آپ کے محبین و مخلصین آپ کی نیک دعاؤں سے کامیاب و کامران رہے ہیں۔ باطنی اشارات سے دور دور کے اولیاء کشمیر آ کر آپ کی تربیت و تلقین سے صلاح و فلاح پا چکے ہیں۔ حضرت شیخ احمد جاگلی جو خود صاحبِ حال اور روحانیت میں صاحبِ کمال تھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد کامل حضرت مخدوم رح کو بصورت روحانیت بار بار اصحاب ہمراہ لے کر دیکھا ہے۔ میں کچھ اس شش و پنج میں رہا کہ اگر صلحاء اور بلپشکاران مشائخان سلاسلہ آپ کے ہمراہ ہیں تو وہ زائد تعداد میں ہیں۔ ایک دفعہ میرے دل پر خیال آیا اور یہ بشارت ملی کہ ہمارے مرشد و مخدوم ابدالان حصہ شرقی میں خود شامل ہیں۔ اس علاقہ میں جس میں کشمیر بھی شامل ہے، بارہ ابدال مقرر ہیں۔ گیارہ ابدال ان کے رفیق اور دوست ہیں۔ آپ خود بارہواں ابدال ہیں۔ شاید یہی تعداد مجھے دکھلائی جاتی ہے۔ اس الہام سے مجھے تشفی ہوئی۔

کرامت (۱) اولرو کے گاؤں میں پہاڑ پر ایک نیکوکار صاحب روپ ریشی رہتا تھا۔ ان کی نفس کُشی کا یہ عالم تھا کہ اس پہاڑ پر تلخ گھاس انکی روزانہ غذا تھی، یادِ مولیٰ میں محو رہتے تھے۔ ایک اندھیری رات میں بعد نمازِ خفتن اپنے خلوت خانہ سے اُٹھ کر برائے قضائے حاجت باہر نکلے۔ اس وقت تک حضرت مخدوم رح کے ساتھ کوئی ملاقات نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ رات میں وہ ایک نورانی اسپ سوار کو تنِ تنہا دیکھتے ہیں۔ ریشی مذکور دل میں سوچتا ہے کہ اس اندھیری رات

ہیں اس غیر وقت میں آدم زاد کا یہاں سے گزر کرنا امر دشوار ہے۔ البتہ یہ کوئی صالح رجال الغیب میں کوئی مرد روحانی ہے۔ کتنا اچھا ہے کہ میں ابھی کسی شیخ کا مرید نہیں بنا ہوں۔ کیوں نہ میں وقت غنیمت جان کر پوری اخلاص مندی کے ساتھ ان کا مرید حقیقی بن کر ان سے آخرت سنوارنے کے لیے تربیت حاصل کروں بشرطیکہ وہ بھی مجھے قبول فرمائینگے۔ خلوصِ نیت سے میں آپ کے پاس آیا، سلام عرض کیا۔ اس پیر روشن ضمیر نے سلام کا جواب دیا اور از روی شفقت تفقدِ احوال فرمایا اور میں نے اپنے کچھ حالات عرض کئے اور مرید ہو جانے کی آرزو ظاہر کی اور عرض کی کہ اگر آپ اس کمترین کو قبول فرمائیں گے تو آپ کی عنایت سے بعید نہیں ہے۔ اس سوار اور مردِ صالح نے فرمایا پھر ہمارے مسکن پر ہی آؤ آپ کی آرزو پوری ہو جائے گی۔ ریشی صاحب نے عرض کی کہ میں کہاں اور کدھر آپ کو پاؤں گا؟ جواباً فرمایا میرا گھر شہر میں ہے۔ اکثر لوگ مجھے ملا حمزہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ پوچھتے پوچھتے میرے پاس پہنچ سکتے ہو۔ ریشی صاحب فرماتے ہیں کہ ایامِ خلوت پورے کرکے میں شہر میں آیا۔ پوچھتے پوچھتے خدمت بابرکت میں پہنچ کر میں نے سلام عرض کیا۔ حضرت نے جواب سلام کہہ کر تبسم کے بعد فرمایا میں نے تم کو ایک جگہ میں دیکھا ہے۔ یہ بتاؤ تم کون ہو؟ روپ ریشی نے عرض کی اے میرے مخدوم میں نے بھی آپکو پہچان لیا کہ فلاں رات آپ نے مجھے اپنا جلوہ دکھایا ہے اور اس گھر میں آنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے۔ اسی وقت دونوں طرف سے شناسائی ہوئی۔ اخلاصمندی کا رابطہ مستحکم ہوا، پوری عقیدت مندی کے ساتھ توبہ کرنے کے بعد تربیت اور تلقین ذکر حاصل کرکے روپ ریشی صاحب مشغول عبادتِ مولیٰ ہوئے۔ یہ تھا آپ کی ولایت و کرامت کا حال۔

کرامت (۲) ایک دفعہ عالم سیاحتِ روحانی میں حضرت مخدوم رح کا گزر ملکِ ہند سے ہوا وہاں تین اصحاب درویش و خدادوست سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہیں سے حضرت مخدوم رح کی ولایت اور قوتِ روحانی اور مقبولِ یزدانی ہونے کی خبر سنی تھی۔ آپ کے عشق و محبت میں بے آرام تھے۔ پس وہ پوچھتے پوچھتے کشمیر آئے۔ حضرت مخدوم رح نے بھی ان کو بفراست پہچانا اور ان کے لوحِ دل کا مطالعہ فرمایا۔ تعلیم و تربیت سے مستفیض فرمایا۔ وہ دائم ہمراہ

پھر کر دعا کرنے کے بعد اپنے وطنِ مالوف (سندھ) روانہ ہو گئے۔ ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:-
ابراہیم، طاہر، ابراہیم۔ حضرت علامہ خاکی بھی یہ واقعہ اس شعر میں بیان فرماتے ہیں ؎

چند درویشے ز سندش دیدہ جویاں آمدند
عاقبت محمودِ شاں حاصل ازیں رہبر شدہ است

(۳) ایک دن کا واقعہ ہے حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے صوفی اللہ داد کو شالی لانے کے لئے گاؤں بھیجا۔ صوفی اللہ داد شالی وصول کر کے اور اسے کشتی میں بھر کر شہر آنے لگا۔ درمیان راہ ایک بڑا دریا (بیاس) آیا۔ اس دریا میں پہنچ کر ہوائے مخالف نمودار ہوئی۔ دریا کی موجیں اور لہریں حرکت میں آ کر کشتی کے ساتھ ٹکرا رہی ہیں۔ دریا کا کنارہ نہایت دور تھا۔ صوفی اللہ داد بوجہ خوفِ غرق نہایت غمگین و ملول ہوا اور سخت بھوکا تھا۔ دیگر ساتھیوں کا بھی یہی حال تھا۔ مذکورہ صوفی اس خوف و ہراس کے وقت مایوسی کے عالم میں اپنے مرشد کامل حضرت مخدوم کی طرف رجوع کر کے استمداد کرنے لگا۔ حضرت مخدوم بکرامت صوفی اللہ داد اور اہلِ کشتی کے حالِ زار پر آگاہ ہوئے اور صوفی کو اپنی قوتِ روحانی سے اس ورطۂ دریا سے آزاد کر لیا۔ اور بکرامت اس کو کھانا بھی پہنچایا اور اس کو تسلی دیکر غم و ہم سے آزاد کر لیا۔ صوفی اللہ داد فرماتے ہیں کہ میں نے اس ہولناک وقت میں مثل آواز حضرت مخدوم ایک آواز سنی اور میرا غم دور ہوا اور کھانا "روٹیاں بھی" ملے الفاظ یہ تھے۔ "بگیر و بجو و غم مخور" یہ لے لو اور کھاؤ، ہمت مت کرو۔ اللہ کا شکر کرتے کرتے روٹیاں کھائیں۔ ہمارا غم شادی کے ساتھ مبدل ہو گیا۔ خاکی صاحب یہ واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں ؎

یک شبے ناگہ بکشتی صوفی اللہ داد را ؛ تاں وہ و منجنیں ز ہول موج ہما سر شد باقت

فائدہ: ہم پر اس واقعہ سے آں کرامت کا صحیح ہونا یقینی بنتا ہے۔ جو نصِ قرآن سے ثابت ہے۔ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔ ہلا دو اپنی طرف کھجور کے تنے کو اس سے تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔

(۴) موضع گرہ میں آبادی سے دور ایک چشمہ تھا جو بچہ ناگ کے نام سے مشہور تھا وہاں ایک مغرور اجنبی نے اپنا ٹھکانا بنایا تھا۔ لوگ ادھر سے گزرنے میں ڈرتے تھے

اور کفار لوگ وہاں رنگا رنگ رسومات کفریہ بجا لاتے تھے۔ آپ اُدھر سے ایک بار چلے دیو۔ عوب و مفقود ہوا۔ آپ کی کرامت سے ہر نوع خوف وہراس وہاں سے دور ہوا۔ اسی چشمہ پر مسجد تعمیر ہوئی اور اسکے ارد گرد مسلمانوں نے مکانات تعمیر کئے۔ بڑی آبادی اہلِ اسلام کی وہاں ہوئی۔ اب وہاں نماز جمعہ بھی ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایسے مقامات کشمیر میں موجود ہیں جہاں اس زمانے میں دیو اور پریوں کا گھر تھا۔ آپکی تشریف رسانی کی برکت سے اب بھوت پریت کالعدم ہوئے۔ وہاں مساجد میں اذکار و اوراد اور نماز تراویح کا سلسلہ جاری ہوا۔

کرامت (۵) آپ مستجاب الدعوات اور بوقتِ ضرورت صاحبِ کرامات بھی تھے فتح اللہ ایک مرید با اخلاص تھے، بچپن میں ہی اندھا ہو گیا تھا۔ بہت پریشان و غمگین رہتا تھا۔ آنکھوں کی بصارت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک بڑی نعمت ہوتی ہے۔ اس نے حضرت مخدومؒ اپنے مرشدِ برحق سے درخواست بینائی کی اور حضرت مخدومؒ کی کلاہ شریف بنیتِ تیمن پورے یقین کے ساتھ حاصل کی اور اپنے سر پر رکھی، پھر بینا ہو گئے۔ اسی طرح آپکی کرامت سے دوسرے کئی اندھے بینا ہو گئے ہیں۔

کرامت (۶) بابا علی صوفی آپکے ارادت مندوں اور خدمت گاروں میں تھا اور صاحبِ کیفیت تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت مرشد مخدوم شیخ حمزہؒ کو میں نے پہاڑوں پر مساجد میں از راہِ کرامت بارہا دیکھا ہے کبھی مشغولِ نماز اور کسی وقت مصروفِ تلاوتِ قرآن ان کو دیکھ پایا ہے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کو عیشِ مقام کی مسجد شریف کے ایک کونے میں نیند کی حالت میں دیکھا میں نے خیال کیا کہ میں کہاں ہوں؟ یہ کیا کیفیت ہے؟ کیا یہ صحیح ہے میں نے آپ کو شہر میں دیکھا لیکن ان کے کپڑوں کو میں نے خوب پہچانا اور اس لباس کو میں نے ہاتھ بھی لگایا۔ میں نے خوب انہیں کو دیکھا۔ عرض و سلام کیا۔ جواب سلام دیتے ہوئے انہوں نے تبسم بھی فرمایا۔ میں نے سوال کیا اے ہمارے مخدومؒ یہ کیا حکمت ہے کہ آپ اپنے رفیقوں کے ساتھ پہلے شہر میں بھی ہوتے ہیں اور یہاں بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ہم کو یہ حال کیوں معلوم نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو

اور اور قسم کی لطف و مہربانی سے نواز ا ہے ۔ یہ فرمانے کے بعد ہی آپ غائب ہو گئے ۔

کرامت (۷) زمستان کا موسم تھا ۔ صوفی اللہ داد جس کے ذمہ گھوڑے کی پرورش وغیرہ تھی ، ساتھ ہی انکو یہ ہدایت تھی کہ مکان میں خشک گھاس ہے ۔ خبردار رہو کسی وقت چراغ لیکر بالاخانہ میں جانا ، مبادا آگ کی واردات ہو جائے ۔ ایک دن معاہدہ بھول گئے ۔ حضرت مخدوم اس دن نادی ہل میں مسجد تعمیر کر رہے تھے ، حضرت مخدوم رح کو بکرامت صوفی اللہ داد کی غفلت شعاری معلوم ہوئی ۔ دستِ مبارک ہلایا صوفی مذکور کو شہر میں یہ مشت لگی اور اسکو تنبیہ ہوئی حضرت مخدوم کے ساتھ ملا یوسف بطورِ خادم تھا اس سے آپ نے فرمایا صوفی اللہ داد کو میں نے مشت مار کر غلطی پر آگاہ کیا ۔ حضرت خاکی رح اس شعر میں مذکورہ کرامت کا ذکر کرتے ہیں ؎

مشت زد از نادی ہل واقع برآن نوکر شدست ٭ بہر تادیب یکے نوکر کہ اندر شہر بود

ایک شبہ کا ازالہ کچھ تنگ نظر لوگ حضرت سلطان العارفین رح اور جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب صرفی رح کو کشمیر کی خود مختاری ختم کرانے اور کشمیریوں کو غلام بنائے رکھنے کا ملزم قرار دیتے ہیں ۔ لیکن ایسے لوگ حقائق و واقعات سے بے خبر ہیں ۔ اگر آپ غور کریں گے تو آپ پر واضح ہو گا کہ اسوقت کشمیر پر ایرانی حکمرانوں اور دوسرے بادشاہوں کی حریصانہ نظریں لگی ہوئی تھیں ۔ دونوں کے ایجنٹ مذہبی لباس پہن کر کام کرتے تھے ۔ چک حکومت سیاسی اور مذہبی طور پر ایرانیوں کے ہاتھوں بک چکی تھی ۔ ملک کاجی چک اور غازی خان چک نے (جو کہ میر شمس الدین عراقی کی تبلیغ سے شیعہ بن چکے تھے) جبر و استبداد اور مذہبی تعصب سے حکومت کا سکہ بٹھا دیا تھا ، کشمیر تمدنی ، اقتصادی اور مذہبی طور تباہ ہو چکا تھا ۔ بہت سے لوگ سُنی مذہب چھوڑنے پر مجبور کئے گئے تھے اور بہت سے ترکِ وطن کر چکے تھے ۔ اس پُر آشوب زمانہ میں اگر کشمیری عوام کی خواہشات مقتدر علماء وقت اور چک حکمران طبقہ کے بعض اہم اور ذمہ دار اصحاب نے مظلوم و مجبور کشمیری مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اکبر اعظم کو مسلمان سمجھ کر دعوت دی تو کون سا ظلم کیا ؟ ظلم تو ان لوگوں نے کیا ہے جنھوں نے کشمیر کے خرمنِ امن کو خاک میں ملادیا تھا ورنہ کشمیر کے رہنے والوں نے ہمیشہ قومی یک جہتی اور امن و سلامتی کو اپنایا ہے اور اپناتے رہیں گے ۔

ہمعصر اولیاء اور آپ کے خلفاء : حضرت سید احمد کرمانی رح حضرت میر سید

میرک اندرابیؒ، جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ، حضرت خواجہ محمد طاہر عشائیؒ، مخدوم حاجی احمد قاری رحمہم اللہ جیسے صاحبِ کمال اولیاء اللہ آپ کے ہم عصر تھے اور آپکے مشہور خلفاء حضرت ہردی بابا ریشیؒ، حضرت بابا داؤد خاکیؒ، حضرت میر بابا حیدر تولہ مولہؒ میر مبارک خان بیہقیؒ، خواجہ حسن قاریؒ، خواجہ اسحاق قاریؒ، ملا احمد چاگلیؒ، شیخ بہرام گورتنگیؒ، حضرت بایزید شمناگیؒ، مولینا میر محمد افضلؒ، مخدوم بابا ولی رینہؒ، محبوب زینی شاہ صاحبؒ اور میاں عبدالرحمان مانک شاہؒ وغیرہم اپنے زمانہ کے آفتاب درخشان گزرے ہیں۔ اللھم ارزقنا شفاعتھم وعنایتھم فی الدین والدنیا والآخرۃ۔

راہِ سلوک کی چار منزلیں

عنوانِ بالا کی تفصیل وتعریف بیان کرنے سے پہلے قارئین کی توجہ سطورِ ذیل کی طرف منعطف کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آج کل کے تعلیم یافتہ اور سائینس کے طالب علم نئی روشنی کی تجلیات میں اس قدر محو ہو گئے ہیں کہ اولیاء کرام کے کشف وکرامات کے قائل نہیں رہے حالانکہ انہیں نئے دنوں قدرت عجیب وغریب اور ما فوق العادت کرشمے منظر آتے ہیں۔ وہ مسمریزم اور عجائبات سائنس سے متاثر ہو کر بلاحیل وحجت اقرار کرتے ہیں اور اسکو درست تسلیم کرتے ہیں لیکن خدا رسیدہ اشخاص اور اولیاءِ کرام کے کشف وکرامات کا نام سُن کر منہ چڑھاتے ہیں۔ ان کو قانونِ قدرت کے خلاف قرار دیکر انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ اولیاء کرام کی ہر بات اور ہر کام میں کشف وکرامات کی جھلک پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگ اپنے علم وعقل کے محدود دائرہ ہی میں قدرت کو مرکوز سمجھتے ہیں اور قانونِ قدرت کو اپنی استعداد وفہم وادراک کا خیال کرتے ہیں۔ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت واضح ہو جاتی ہے اور دینِ حق کی تصدیق ہو جاتی ہے اور یہ کہ اولیاء کا یہ کمال ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ مفکرِ ملت حضرت مولینا محمد طاہر صاحب قاسمیؒ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ "معجزہ اور کرامت کا باہمی فرق اس طرح سمجھایا ہے کہ جو چیز بطورِ خرقِ عادت یعنی غیر متوقع طور پر کسی نبی سے ظاہر ہو اُسے معجزہ کہتے ہیں۔ درختوں کا انبیاء سے کلام کرنا، چاند کو اشارے سے دو ٹکڑے

کرنا، مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح کوئی چیز بطورِ خرقِ عادت غیر متوقع طور پر کسی ولی سے ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔ معجزہ اور کرامت میں فرق اعتباری ہے اور ان میں سے ایک کے انکار سے دوسرے کا انکار لازمی ہے جس سے اصل ایمان سے محروم رہنے کا اندیشہ ہے۔ نعوذُ باللہ۔

اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ آج کل اکثر و بیشتر ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو اپنے آپ کو اہلِ طریقت کہتے ہیں۔ دن رات جھکڑی اور قوالی سُنتے رہتے ہیں اور چرس نوشی میں مست ہیں۔ لوگ انہیں خدا رسیدہ سمجھ کر نہ تو احکامِ دین کا خیال کرتے ہیں اور نہ ہی شریعت کی پابندی کا۔ اب تو بانگِ دہل قرآن کریم سے بھی مُنکر ہوتے ہیں اور ایسے بیہودہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ نماز، روزہ، حساب و کتاب، قیامت اور جنت و جہنم کی ظاہری تاویلات سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے موضوع پر قلم اُٹھانے کی اشد ضرورت پیش آئی تاکہ عوامُ النّاس سمجھ لیں کہ یہ لوگ دراصل مسلمان نہیں بلکہ ملحد اور زندیق ہیں۔ ایسے لوگ طریقت و معرفت سے بے بہرہ اور ناواقف ہیں۔ وہ خود بھی گمراہ ہیں اور بندگانِ خدا کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہاں راہِ سلوک کی ان چار منزلوں کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے تاکہ قارئینِ کرام پر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومنِ کامل کہلانے کا حقدار نہیں جب تک نہ وہ شریعت و طریقت کا پابند نہ ہو۔

شریعت راہِ سلوک کا پہلا زینہ ہے، یہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک احکامِ شرعیہ کا پورا پابند نہ ہو۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے علاوہ شریعت کے تمام احکام کو عملاً اپناتا ہو تب تک طالب طریقت کا راستہ نہیں پاتا ہے۔ **طریقت** دوسری منزل کا نام ہے۔ جب پہلی منزل ہی حاصل نہ ہو تو دوسری منزل تک کس طرح رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ طریقت دل کا راستہ اور اصلاحِ باطن کا دوسرا نام ہے۔ طریقت حاصل کرنے کے لئے شریعت کی پابندی لازمی ہے۔ لہٰذا وہ شخص بڑا نااہل ہے جو شریعت سے بے پرواہ ہو کر طریقت کا دعویٰ کرے۔ شریعت اور طریقت کے حقوق پورے کرنے سے دل پر سے پردے اور

حجابات دور ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں قدم رکھتا ہے۔ اس سے ایمان میں کمال اور اعتقاد میں پختگی آجاتی ہے۔ در اصل آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام شریفہ کی پابندی کرنے کا نام شریعت (پہلی منزل) ہے، آپ کے افعال کا نام طریقت (دوسری منزل) ہے اور آپ کے احوال کو **حقیقت** (تیسری منزل) کہتے ہیں۔ شریعت اور طریقت کی پابندی کے بغیر حقیقت کا راستہ ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جو خوش قسمت شریعت میں کامل ہوگا وہ طریقت میں ضرور شامل ہوگا اور جو طریقت میں کمال رکھتا ہو تو اس کا دل خود بخود حقیقت کے انوار سے منور ہوگا۔ مومن کا درجہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اور خواہ درجۂ ولایت تک بھی پہنچ گیا ہو تو بھی اُس سے وہ عبادات معاف نہیں ہو سکتیں ہیں جن کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ جو شخص اپنے متعلق یہ خیال کرے کہ وہ ولی اور دوستِ خدا بن گیا اور طریقت کے درجے تک پہنچ گیا لہٰذا اس سے شریعت کے احکام معاف ہوگئے تو ایسا شخص مُلحد اور بے دین ہے۔ اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا خدا اور رسولؐ اور اولیاءِ کرامؒ کی ناراضگی کا باعث بن جاتا ہے۔

مذکورہ تین منازل کے بعد چوتھی منزل **معرفت** ہے۔ اسی سے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔ ٭

(بقیہ صفحہ ۲۴) بیان کئے گئے ہیں اور اسکو ہمارے ایک رفیق سید محمد قاسم صاحب کاملی ناظمِ نشر و اشاعت جمعیت تبلیغ الاسلام اور جمعیت کے صدر محترم مولانا الحاج عبد الاحد صاحب جامعی نے نہایت عالمانہ اور عقیدتمندانہ انداز میں تحریر کیا ہے تاکہ قارئین پر اولیاءِ کرامؒ کا درجہ اور اہمیت واضح ہو جائے۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

جمعیت تبلیغ الاسلام روز افزوں ترقی کر رہی ہے اور عامۃ المسلمین، اسلام دوست حضرات اور پرانی انجمن کے اکثر رفقاء کا تعاون ہمارے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اور وہ جمعیت کے دائرہ کو وسیع کرنے میں مصروف ہیں۔ مقامِ شکر ہے کہ یہ لوگ اب حق اور جھوٹ میں فرق کرنے لگے ہیں اور انکی آنکھوں سے پردہ ہٹتا جاتا ہے۔ ہم نے تاریخ اولیاءِ کشمیر کو نئے سرے سے تالیف کرنیکی ذمہ داری اُٹھائی ہے۔ یہ تاریخ ۲۰ سے زاید جلدوں تک پھیل سکتی ہے۔ اگر عقیدتمندانِ محبوب العالمؒ مالی معاونت فرمائینگے تو ان شاء اللہ سالِ رواں میں اسکی پہلی جلد صحیفہ سلطان العارفینؒ کے شائع ہونے کی امید ہے۔ اس جلد پر دس ہزار روپے کی لاگت کا اندازہ ہے۔ اُمید ہے کہ اہلِ خیر حضرات عقیدتمندانِ اولیاءِ کرام اور دردِ دل رکھنے والے مسلمان تصنیف و تالیف کے اس منصوبے کے لیے دل کھولکر عطیات سے نوازیں گے ٭

خاکپائے اولیاء:-

سید غلام احمد کاملی (جنرل سکرٹری جمعیت تبلیغ الاسلام)

رائے گرامی

جناب سید غلام احمد صاحب کاملی

(جنرل سکریٹری جمعیت تبلیغ الاسلام)

ارضِ کشمیر کے اولیائے کرامؒ میں حضرت سلطان العارفینؒ کا مقام بہت بلند اور امتیازی شان رکھتا ہے۔ آپکی ذات جامع الکمالات اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھی۔ حضرت محبوب العالمؒ ان محبوب بندوں میں شامل ہیں جن کے طفیل اللہ جل شانہٗ دنیا والوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے۔ اس محبوبِ خدا کی ساری زندگی روحانی کمالات سے عبارت تھی۔ یہ ایسے عاشقِ الٰہی تھے کہ آسمانوں کے فرشتے بھی رشک کرتے ہونگے۔ یہ ان مقبول ترین بندوں میں سے تھے جنکی تربیتِ نفس باطنی طریقہ پر حضرت سرورِ دوعالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمائی ہے۔

حضرت ممدوحؒ نے بندگیٔ مولیٰ کے ساتھ ساتھ جہالت، کفر و شرک، بدعات، فاسد عقائد، غلط نظریات اور نفس کے خلاف زبردست جہاد کیا اور اپنے عزم و ہمت اور بلند کردار سے سب کو شکست دی۔ اسلامی تعلیمات اور دینِ حق کی اشاعت سے ارضِ کشمیر کو مالا مال کیا۔ حضرت والاؒ نے اُس وقت کے پُرآشوب نازک اور ابتر سیاسی و ملکی حالات میں ایک عظیم سیاسی رہنما، سماجی پیشوا اور مصلح کا رول بھی ادا کیا۔ جن کے دوررس نتائج ظاہر ہوئے جن سے آپکی زبردست سیاسی بصیرت اور گہری دور اندیشی کا ثبوت ملتا ہے اور جس سے ملک میں خیر و صلاح، ایمان و اتفاق، تقویٰ و پاکیزگی اور صالح معاشرہ کی بنیاد پڑ گئی۔ حضرت ممدوحؒ کے رشد و ہدایت، وعظ و تبلیغ کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو ایمانی زندگی عطا ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ کشمیر کو مخدوم پاکؒ سے بے پناہ عقیدت و محبت ہے اور سورج کی روشنی کی طرح آج بھی آپ کا فیض جاری ہے اور یہ ان سب کے لئے ہے جو صدق و اخلاص رکھتے ہیں۔ زائرین نیازِ عقیدت کے جذبات لیکر آتے ہیں اور قافلوں کے قافلے، کاروانوں کے کاروان آتے رہتے ہیں اور فیض حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مردِ کاملؒ کے افکار، تعلیمات، ارشادات، پیغام اور سیرت کے ہر پہلو کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تاکہ سب اس سے مستفید ہو جائیں۔ زیرِ نظر رسالہ میں مستند اور جامع صورت میں حضرت مخدوم پاکؒ کے روحانی کمالات اور سیر کے کچھ واقعات (باقی بر صفحہ ۲۳)